شاہد رضا

زمانۂ فترت

www.javedahmadghamidi.com

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کی خلقت کی غایت اور مقصدیت کو بھی واضح فرما دیا کہ میں نے جن و انس کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں[1]۔ اللہ رب العٰلمین نے اس کے ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی اور ہدایت کا بھی بندوبست فرمایا، اور اپنی برگزیدہ ہستیوں ـــــ انبیا و رسل ـــــ کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نظام نبوت و رسالت اس لیے قائم فرمایا کہ اس پیغام کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں کو ابدی نجات سے نوازا جائے اور منکرین و متکبرین کو ابدی سزا سے دوچار کیا جائے۔

چنانچہ، یہ سنت الٰہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی قوم میں اپنا کوئی رسول یا نبی مبعوث نہیں کرتا، اور اس کے ذریعے سے ان پر اتمام حجت نہیں فرما دیتا، وہ اسے کسی قسم کے عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (بنی اسرائیل ۱۷: ۱۵)

''ہم کبھی سزا نہیں دیتے، جب تک ایک رسول نہ بھیج دیں۔''

ایک دوسرے مقام میں ارشاد فرمایا ہے:

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا. (القصص ۲۸: ۵۹)

''اور تیرا رب بستیوں کا ہلاک کرنے والا نہیں بنتا، جب تک ان کی مرکزی بستی میں کوئی رسول نہ بھیج لے، جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا دے۔''

انبیا و رسل علیہم السلام کی بعثت کے حوالے سے وہ زمانے بھی آئے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی نبی یا رسول نہیں

---

[1] الذّٰریٰت ۵۱: ۵۶۔

بھیجا، اس کو 'عصر فترت' یا 'زمانۂ فترت' کہا جاتا ہے۔ لغت کے اعتبار سے 'فترت' کے معنی ''دو محدود زمانوں کا فاصلہ'' ہیں، جبکہ اصطلاح اسلام میں اس سے مراد وہ زمانہ ہے جو دو نبیوں یا رسولوں کے درمیان واقع ہوتا ہے۔

عصر فترت کے لوگ تین طرح کے ہیں:

اولاً، وہ لوگ جو اپنی ذاتی بصیرت کے ذریعے سے توحید پر ایمان لائے؛ ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو کسی نبی کی شریعت میں داخل نہیں ہوئے۔ مثلاً قس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل، اور بعض وہ لوگ ہیں جو کسی نبی کی شریعت میں داخل ہوئے۔ مثلاً تبّع اور اس کی قوم۔

ثانیاً، وہ لوگ جنھوں نے دین فطری کو بدل دیا، شرک کی غلاظت سے آلودہ ہوئے، توحید کا انکار کر دیا اور اپنی طرف سے ہی حلال وحرام کے معیارات متعین کر لیے۔ مثلاً عمرو بن لحی؛ یہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے عرب میں بت پرستی کو رواج دیا۔

ثالثاً، وہ لوگ جنھوں نے نہ شرک کیا، نہ توحید کی معرفت حاصل کی، نہ کسی نبی کی شریعت میں داخل ہوئے اور نہ اپنی طرف سے اپنے لیے کوئی شریعت اختراع کی، بلکہ حسب سابق اپنی باقی ماندہ عمر غفلت میں گزاری اور عصر جاہلیت میں بھی وہ ایسے ہی رہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قسم اول کے لوگوں، مثلاً زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی ہے کہ 'أنه یبعث أمة واحدة'[۲] (وہ ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا)، جبکہ تبّع اور اس قبیل کے دیگر لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تک وہ اسلام، جو کہ سابق ادیان کا ناسخ ہے، کو پا نہیں لیتے، وہ جس دین میں داخل ہوں گے، اسی میں شمار کیے جائیں گے، البتہ اگر وہ دین اسلام کو قبول نہیں کرتے تو ان کا معاملہ پھر کچھ اور ہوگا۔[۳] قسم ثانی کے لوگوں کے بارے میں علی الاتفاق یہی رائے ہے کہ وہ قابل عذاب ہوں گے، کیونکہ نبی کو جھٹلانے کے بعد ان کے پاس اپنے کفر کے بارے میں کسی قسم کا عذر نہیں ہوگا۔ جہاں تک قسم ثالث کا تعلق ہے، تو یہی لوگ حقیقت میں اہل فترت ہوں گے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ''مسالک الحنفا'' میں اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے:

---

۲ المستدرک علی الصحیحین، رقم ۵۸۵۱۔

۳ مسالک الحنفا، السیوطی ۳۹۔

أما القسم الثالث و هم أهل الفترة حقيقة وهم غير معذّبين للقطع. (۳۸)	''اور تیسری قسم کے لوگ جو حقیقت میں اہل فترت ہیں، انھیں قطعاً عذاب نہیں ہوگا۔''

خلاصۂ مبحث یہ ہے کہ وہ اہل فترت جن تک کسی نبی یا رسول کی دعوت توحید نہیں پہنچی اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، ان کے بارے میں سنت الٰہی یہ ہے کہ وہ اتمام حجت کے بغیر قابل سزا نہیں ہوں گے۔[۴]

۴؎ یہ مضمون امام جلال الدین السیوطی کی کتاب ''مسالک الحنفاء'' سے اخذ و استفادے پر مبنی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com